خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

منگل
۱۱- اپریل 1995ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 45-80 نمبر 81 منگل -10 ذیقعدہ -1415ھ ' 11 شہادت 1374ھش '11 اپریل 1995ء

اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے

دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو۔ اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نفسِ مطمئنہ والے بالکل فتحمند ہوتے ہیں اور وہ سارے خطروں اور خوفوں سے نکل کر امن کی جگہ میں جا پہنچتے ہیں وہ اس دار الامان میں ہوتے ہیں جہاں شیطان نہیں پہنچ سکتا۔ لوّامہ والا جیسا کہ میں نے کہا ہے دار الامان کی ڈیوڑھی میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی دشمن بھی اپنا وار کر جاتا ہے اور کوئی لاٹھی مار جاتا ہے اس لئے مطمئنہ والے کو کہا ہے (پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا) یہ آواز اس وقت آتی ہے جب وہ اپنے تقویٰ کو انتہائی مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ تقویٰ کے دو درجے ہیں۔ بدیوں سے بچنا اور نیکیوں میں سرگرم ہونا۔ یہ دوسرا مرتبہ مُحسنین کا ہے۔ اس درجہ کے حصول کے بغیر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہو سکتا اور یہ مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

جب انسان بدی سے پرہیز کرتا ہے اور نیکیوں کے لئے اس کا دل تڑپتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی دستگیری کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دار الامان میں پہنچا دیتا ہے (پس میرے بندوں میں داخل ہو جا) کی آواز اسے آجاتی ہے یعنی تیری جنگ اب ختم ہو چکی ہے اور میرے ساتھ تیری صلح اور آشتی ہو چکی ہے اب آ میرے بندوں میں داخل ہو۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۵۰۸)

قرب الٰہی کے لئے قربانیاں ضروری ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ایسی جگہوں اور ایسے مقامات میں رکھ کر جہاں دنیاوی ابتلاؤں اور کشمکشوں سے انسان بچ نہیں سکتا کہا گیا ہے کہ گنہگار نہ بنو۔ یہ ایسا سوال ہے۔ جو ہر دنیادار کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ یا تو کہو کہ بیوی بچوں کو چھوڑ دو۔ نہ یہ ہوں گے اور نہ ان کے کھانے پینے اور پہننے کی فکر ہو گی۔ تم یہ جو کہتے ہو کہ ان کے کھانے پینے کی فکر نہ کرو۔ کیا بیوی کو طلاق دے دیں بچے پیدا ہی نہ کریں یا بچوں کو گھر سے نکال دیں یا ان کو چھوڑ چھاڑ کر نکل جائیں؟ مگر آگے حکم ہے۔ ایسا بھی نہ کرو۔ بیوی بچوں میں ہی رہو۔ اور ان کو کھانے پینے کے لئے دو۔ اور اولاد پیدا ہونے سے روکنا سوائے اس صورت کے کہ بیوی کی جان کا خطرہ ہو بہت بڑا گناہ کرنا ہے۔ پھر کریں تو کیا کریں۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ کھانے والے تو لاؤ۔ مگر کماؤ نہیں بظاہر یہ بات بہت عجیب نظر آتی ہے۔ مگر یہی وہ معمہ ہے جس کے حل کرنے سے انسان کا قدم ادھر اٹھ سکتا ہے جدھر چلنے سے خدا ملتا ہے۔

جب تک انسان ایسی بھٹی میں نہیں پڑتا۔ اس وقت تک کس طرح سمجھتا ہے کہ واقع میں اس نے کوئی قربانی کی ہے۔ یہی باتیں ہیں۔ جن کے حل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قربانی کیا ہے۔ قربانی کے معنی قریب کر دینے والے کے ہیں۔ اور قریب انسان اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب اس بھٹی میں سے گذرتا ہے۔ ایک طرف اسے کہا جاتا ہے۔ کسی قسم کا لالچ اور حرص نہ کر۔ اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ بیوی بچوں کو پال۔ ایک طرف کہا جاتا ہے۔ دنیاوی باتوں کی طرف توجہ نہ کر۔ اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ اپنا اور اپنے لواحقین کی ضروریات کا انتظام کر۔ بظاہر یہ ایک ایسی مشکل ہے کہ جس کا حل نظر نہیں آتا۔

باقی صفحہ ۷ پر

اپنے اعمال کو صاف کرو اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور غفلت نہ کرو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ولادت

○ مکرم چوہدری عبد المالک صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

میری بیٹی عزیزہ بدر النساء اہلیہ شعیب جری اللہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۵- مارچ ۱۹۹۵ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام "اسد جری اللہ" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود محترم چوہدری عطاء اللہ صاحب صدر جماعت چھور سابق مربی فرانس و مغربی افریقہ کا پوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔

○ مکرم وحید احمد خالد صاحب مقیم جرمنی ابن مکرم حمید احمد خالد صاحب انچارج لائبریری جامعہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۷- اپریل ۹۵ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے از راہ شفقت "عمیر احمد خالد" نام عطا فرمایا ہے۔ بچہ وقف نو میں شامل ہے۔ نومولود حضرت میاں محمد عبد اللہ صاحب رفیق بانی سلسلہ کا پڑپوتا اور مکرم عبد المجید بٹ صاحب وائس پریذیڈنٹ نیشنل بینک کا نواسہ ہے۔

○ مکرم منصور احمد ناصر صاحب مقیم جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے ۲۳ مارچ ۹۵ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے "غزالہ" نام عطا فرمایا ہے۔ بچی وقف نو میں شامل ہے۔ بچی مکرم حمید احمد خالد صاحب انچارج لائبریری جامعہ احمدیہ کی نواسی اور مکرم عبد الرحیم صاحب (وفات یافتہ) ابن حضرت امام دین صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کی پوتی ہے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو لمبی اور خدمت دین کرنے والی عمر عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ رحمت بی بی صاحبہ آف مانگٹ اونچے ضلع حافظ آباد حال مقیم لاہور (جو مکرم محمد یونس جاوید صاحب صدر حلقہ سنت نگر لاہور کی والدہ تھیں) طویل علالت کے بعد ۲- اپریل ۹۵ء بعمر ۸۵ سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اسی روز بعد دوپہر لاہور میں ان کا جنازہ ادا کیا گیا۔ بعد ازاں ان کی میت آبائی گاؤں مانگٹ اونچے لائی گئی جہاں مقامی احباب جماعت کے علاوہ حافظ آباد اور قریبی گاؤں سے آئے ہوئے احباب جماعت کی کثیر تعداد نے جنازہ میں شرکت کی۔ اور قبر تیار ہونے پر اجتماعی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

۱۱ - شہادت ۱۳۷۴ ہش ۱۱ - اپریل ۱۹۹۵ء

ربوہ کو صاف رکھیں

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ انفرادی طور پر بعض تقریبات کے سلسلہ میں۔ جیسے کہ شادی بیاہ۔ گھروں کو صاف ستھرا بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گھر کے جالے اتارے جاتے ہیں۔ سفیدیاں کروائی جاتی ہیں۔ آنگن صاف کئے جاتے ہیں۔ بلکہ گھر کے باہر بھی۔ گلی میں گھر کے سامنے سے ہی نہیں بلکہ دونوں طرف کچھ فاصلے تک۔ صفائی کروائی جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی جماعتی تقریب ہوتی ہے خاص طور پر ایسی تقریب جس میں شرکت کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ بلکہ دیگر ممالک سے بھی آتے ہیں۔ مثلاً وہ ایام جب جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا تھا۔ تو اجتماعی طور پر ربوہ میں صفائی کی جاتی ہے۔ گھر گلیاں سڑکیں سب صفائی کا ایک ایسا اچھا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ دل خوش ہو جاتا ہے۔ اپنا بھی اور ان کا بھی جو باہر سے آتے ہیں۔ اور اپنے ربوہ کو صاف ستھرا دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ہوتا ہے کہ ان تقریبات کے بعد صفائی کا معیار گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ حالانکہ شہر کو تو ہمیشہ ہی صاف رکھا جانا چاہئے جیسے کہ گھروں کو بھی' یعنی گھروں کو گلیوں کو اور سڑکوں کو اور ان کے علاوہ میدانوں کو بھی' سب جگہوں میں صفائی کا ایک جیسا اچھا معیار قائم رہنا چاہئے۔ اس سلسلے میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے ۱۹۷۰ء میں فرمایا تھا :-

"ربوہ کا ماحول جس طرح جلسہ سالانہ کے ایام میں ظاہری اور باطنی طور پر پاکیزہ اور مطہر رہنا چاہئے اسی طرح سال کے دوسرے ایام میں بھی ہمارے ماحول میں کسی قسم کی گندگی اور ناپاکی داخل نہیں ہونی چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ ربوہ کے مکینوں کی بڑی بھاری اکثریت اس کوشش میں ضرور لگی رہتی ہے کہ ان کا ماحول پاک رہے اور وہ یہ خواہش ضرور رکھتے ہیں کہ جس فضاء میں وہ سانس لے رہے ہوں اور جس زمین پر ان کے قدم پڑ رہے ہوں وہ طہارت اور پاکیزگی رکھنے والی اور طہارت اور پاکیزگی اور برکت پہنچانے والی ہو۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ربوہ میں رہنے والوں میں سے بعض ان ذمہ واریوں کا خیال نہیں رکھتے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر ڈالی ہیں۔ اور جنہیں انہوں نے برضا و رغبت قبول کیا ہے۔ کسی کے لئے یہ ضروری نہ تھا اور نہ اب ضروری ہے کہ وہ ربوہ میں ہی رہائش رکھے۔ لیکن سارے ہی بظاہر۔ اور ان میں سے بڑی بھاری اکثریت حقیقتاً بھی برضا و رغبت اور اس ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اور اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہو کر ربوہ میں رہائش پذیر ہے۔ اہل ربوہ نے جو ذمہ داری برضا و رغبت اپنے اوپر لی ہے۔ اگر ان میں سے ایک فی صد یا نصف فی صد یا چوتھائی فی صد ایسے گھرانے ہوں جنہیں اپنی ذمہ داریوں کا یا تو علم نہ ہو یا اپنی ذمہ داریاں نباہنے کی طرف انہیں توجہ نہ ہو تو اس کے نتیجہ میں انہیں یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہم اس کو برداشت کر لیں گے"۔

حضرت صاحب کے ان ارشادات کے پیش نظر ربوہ میں رہنے والے ہر احمدی دوست کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے گھر کو' اپنی گلی کو' اپنی سڑکوں کو اور اپنے میدانوں کو صاف ستھرا رکھے۔ طہارت اور پاکیزگی اور برکت کا ہمیشہ خیال رہے۔

تعلق میکدہ سے کیا گھٹا کا
تمہیں تاروں کی گردش سے بھلا کیا
اٹھاؤ تم سبُو اپنے اٹھاؤ
گذرتی زندگی کا کیا بھروسہ

ابوالاقبال

اگرچہ جان سے جاتے رہے ہم
مگر اَوروں کے کام آتے رہے ہم

یہ کیسا عشق فرماتے رہے ہم
دلِ ناداں کو تڑپاتے رہے ہم

بہت رُسوا کیا ہے جس جنوں نے
اُسی پر ناز فرماتے رہے ہم

عجب عالَم تھا شب بھر ہچکیوں کا
نہ جانے کس کو یاد آتے رہے ہم

مآلِ آرزو کو دیکھ کر بھی
فریبِ آرزو کھاتے رہے ہم

نئے زخموں سے لُطف اندوز ہو کر
پُرانی چوٹ سہلاتے رہے ہم

جسے منصور و شبلی نے اٹھایا
اُسی پرچم کو لہراتے رہے ہم

نہ تھے جب آشنا سِرّ خودی سے
جہاں کی ٹھوکریں کھاتے رہے ہم

خوشا وہ لمحۂ فرصت کہ جس میں
سراپا درد بن جاتے رہے ہم

عجب ہے توسنِ فکرِ رسا بھی
کہاں ہیں اور کہاں جاتے رہے ہم

تصوّر کتنا خوش قسمت ہے جس کو
تری تصویر پہناتے رہے ہم

جو پتھر پھینکتے تھے ہم پہ محمودؔ
اُنہی پہ پھول برساتے رہے ہم

ڈاکٹر محمود الحسن

نیک چلنی اور نیک بختی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلے میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مُریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقت نماز با جماعت کے پابند ہوں وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ ان کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں بصدق دل اس کے وفادار تابعدار رہیں۔ اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بے جا طرف داری سے باز رہیں۔ اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوق العباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بد چلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت یا ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بد گوئی اور زبان درازی اور بد زبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہو گا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہئے کہ شریروں کو اور بد معاشوں اور مفسدوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں۔ کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہو گا کہ ان تمام نصیحتوں کے کاربند ہوں۔ اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راست بازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ رہ نہیں سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔ اور یقیناً وہ بد بختی میں مرے گا۔ کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راست باز بن جاؤ۔ تم پنج وقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی۔

علمی مسائل

ایلاء کے معنے قسم کے ہیں۔ لیکن اصطلاحی طور پر کسی شخص کا قسم کھا کر اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لینا ایلاء کہلاتا ہے۔ عرب میں یہ رواج تھا کہ بعض لوگ اپنی بیویوں کو طلاق تو نہ دیتے لیکن قسم کھا لیتے تھے کہ ہم ان سے تعلق نہیں رکھیں گے اور اس قسم کے ذریعہ وہ اپنے خیال میں اپنی بیوی کی طرف سے عائد شدہ ذمہ داریوں سے آزاد ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں قسم کو پورا کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد ہوتی ہے اور بندوں کی ذمہ داری سے مقدم ہے۔ پس جب کہ خدا تعالیٰ کی قسم روک بن گئی تو ان کے خیال کے مطابق عورت کے حقوق کا ادا نہ کرنا کوئی گناہ نہ رہا۔ یہ گندہ خیال اب بھی دنیا میں موجود ہے بلکہ (----) میں بھی ایسے لوگ ہیں جو یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ بیویوں سے تعلق نہیں رکھیں گے۔ لیکن انہیں طلاق بھی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا کر بیٹھے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ اسے چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے اس عرصہ میں وہ صلح کر لے تو بہتر ورنہ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے پھر قاضی طلاق کا فیصلہ کر دے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو معلقہ چھوڑنے کے خلاف فیصلہ فرمایا ہے۔ مرد زیادہ سے زیادہ مدت نکاح میں چار ماہ تک کے لئے عورت سے علیحدہ رہنے کا عہد کر سکتا ہے اور اگر کوئی شخص چار ماہ سے زائد عرصہ کے لئے قسم کھائے تو عورت کا حق ہے کہ خلع کرا لے۔ ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا حکم آگے مذکور ہے۔ لیکن عورت کو خلع کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے ایلاء کرے مثلاً دس دن کے لئے ایلاء کیا اور رجوع کر لیا پھر دس دن کے لئے نیا ایلاء کیا اور پھر رجوع کر لیا تب بھی اس کے لئے مجموعی طور پر چار ماہ کی ہی مدت مقرر ہے۔ اگر وہ چار ماہ کے بعد ایلاء کرے گا تو وہ ایلاء ناجائز ہو گا۔ اور عورت علیحدگی کی حقدار ہو گی۔ بعض لوگ عورت کو دکھ دینے کے لئے تھوڑی تھوڑی مدت مقرر کرتے رہتے ہیں تاکہ نہ چار ماہ ختم ہوں نہ عورت علیحدہ ہو۔ مگر ان کا یہ خیال غلط ہے۔ اس قسم کی ایلاء کی مدت بھی صرف چار ماہ ہی ہے۔ جب ایام قطع تعلق کا مجموعہ چار ماہ ہو جائے گا۔ تو لازماً عورت علیحدگی کی حق دار ہو گی۔ فقہا کا اس آیت کے احکام کی تفصیلات میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر مدت گزر جائے اور مرد عورت سے نہ مباشرت کرے اور نہ زبان سے رجوع کرے تو قاضی دونوں میں علیحدگی کروا دے گا۔ یہ امام مالکؒ کا قول ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ چارہ ماہ کے ختم ہونے سے پہلے رجوع ضروری ہے۔ اگر چار ماہ کے اندر رجوع نہ کرے تو اس مدت کے گزرنے کے بعد عورت کو خود بخود طلاق ہو جائے گی۔ افضل قول یہی ہے لیکن محتاط امام مالک کا فتویٰ ہے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک چار ماہ گزرنے پر اگر کوئی شخص رجوع نہ کرے تو اسے قاضی مجبور کرے گا کہ رجوع کرے یا طلاق دے۔ یہ بھی قریباً امام مالکؒ کے قول سے ملتا ہے۔ اگر مرد دونوں باتوں سے کوئی بھی نہ کرے گا تو قاضی اس کی طرف سے طلاق دلا دے گا۔ امام نخعی کا قول ہے کہ یہ رجوع پوشیدہ جائز نہیں۔ نہ اشارہ سے بلکہ قول سے ہونا چاہئے اور گواہوں کی موجودگی اس کے لئے ضروری ہے۔ غرض قرآن کریم عورت کو معلقہ چھوڑنے سے منع کرتا ہے۔ اور جو چھوڑے اسے مجبور کرتا ہے کہ یا صلح کرے یا اسے طلاق دے دے۔

غفور کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بغیر کسی جائز عذر کے اس قسم کی قسم کھانا اور عورت کو دق کرنا گناہ کی بات ہے۔ تمہیں ایسے فعل سے توبہ کرنی چاہئے۔ اور عورت کو دق نہیں کرنا چاہئے۔

(اور اگر وہ طلاق کا ارادہ کر لیں) میں بتایا کہ اگر طلاق دینے کا پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ بھی سننے والا اور جاننے والا ہے سمیع کے لفظ سے ڈرایا کہ اگر وہ اپنی بیوی سے ناانصافی کرے گا۔ تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اس کے بد نتائج سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی بیوی کی فریاد کو سننے والا ہے اور علیم میں بتایا کہ جو خیالات تمہارے دلوں کے اندر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی خوب جانتا ہے اور انہی کے مطابق تم سے معاملہ کرے گا۔ اس لئے تم اپنے معاملات میں ہوشیار رہو۔ تم دنیا کو تو دھوکا دے سکتے ہو مگر خدا تعالیٰ کو نہیں۔

چونکہ اس جگہ عورت سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اس لئے اگر کوئی شخص قسم کھا لیتا ہے کہ میں اپنی بیوی سے حسن سلوک نہیں کروں گا تو یہ قسم بھی اس پہلی قسم ہی کی طرح ہو گی۔

مشکلات سے مت ڈرو خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت اور بے عزتی اٹھانے کے لئے تیار رہو۔ تا خدا تعالیٰ تمہارے مصائب کو دور کرے اور تمہاری آبرو کا خود محافظ ہو۔

(صاحب ایمان) وہی ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ وفادار ہوتا ہے۔ جب ایمان لے آیا پھر کسی کی دھمکی کی کیا پرواہ ہے تم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے اور یہ اقرار کر چکے ہو۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے وطن، احباب اور ساری آسائشوں کو چھوڑتا ہے وہ اس کے لئے سب کچھ مہیا کرتا ہے۔ اب چاہئے کہ صادقوں کی طرح ثابت قدم رہے کیونکہ خدا تعالیٰ صادق کا ساتھ دیتا ہے اور اس کو بڑے بڑے درجے عطا کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس وقت صادقوں کی جماعت تیار کر رہا ہے۔ جو صادق نہیں وہ آج نہیں۔ کل چلا جائے گا اور اس سلسلہ سے الگ ہو کر رہے گا مگر صادق کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۴۰۲)

ڈاکٹرامتہ الرقیب

بچوں کے لئے احتیاطی تدابیر

ہر آن ہر جگہ محض خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہر انسان ہر بچے کی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے دعا کے ساتھ احتیاط اور تدبیر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

یہاں میں چند اہم طریقے اور احتیاطیں لکھنا چاہتی ہوں جس سے ہم خدا کے فضل اور رحم سے اپنے گھروں کو اور بچوں کو حادثات سے بچا سکتے ہیں۔

(۱) چھوٹے بچوں کو اور ان بچوں کو جو رینگنا یا چلنا شروع کردیں۔ کبھی ایک لمحے کے لئے بھی اکیلا نہ چھوڑیں جب تک کہ وہ بچوں کے ایسے جھولے یا پلنگ پہ نہ ہوں جس کے چاروں طرف جنگلہ ہو تاکہ بے بی اس میں محفوظ رہے۔

(۲) چھوٹے بچوں کو ان کے بڑے بہن بھائیوں کے ساتھ جو کہ خود ابھی ٹھیک طرح سے بچے کو سنبھالنے کے قابل نہ ہوں کھیلنے کے لئے گھر سے باہر نہ بھیجیں۔ اس طرح یہ ہو سکتا ہے کہ باقی بچے کھیلنا شروع کردیں اور چھوٹے بچے کو اکیلا چھوڑ دیں وہ رینگتا ہوا یا چلتا ہوا خدانخواستہ پانی کے گڑھے میں گر سکتا ہے۔

یا کوئی خطرناک کیڑا یا جانور اسے کاٹ سکتا ہے یا وہ زمین سے کسی گندی چیز یا کیڑے کو اٹھا کر منہ میں ڈال سکتا ہے۔ یا وہ رینگتا ہوا یا چلتا ہوا سڑک پر جا سکتا ہے اور خدانخواستہ ٹریفک حادثے کا شکار ہو سکتا ہے۔

(۳) جہاں چھوٹے بچے ہوں اس گھر میں ہر قسم کی دوائیاں۔ کیمیکلز۔ مچھر مارنے کی دوائی۔ فینائل کی گولیاں۔ وکس کی ڈبیہ۔ آیوڈیکس۔ ڈیٹول کی شیشی۔ کاسٹک سوڈا۔ شیمپو۔ چوہے مارنے کی گولیاں۔ گندم میں ڈالنے والی گولیاں۔ مٹی کے تیل کی بوتل۔ ماچس۔ سگریٹ کی ڈبیہ بچوں کی پہنچ سے دور کسی الماری وغیرہ میں بند کر کے رکھنی چاہئیں۔ یا اونچی جگہ رکھنی چاہئیں۔

(۴) گھر میں چھری۔ قینچی۔ سوئیاں۔ بلیڈ۔ شیونگ کا سامان۔ سویٹر بننے والی سلائیاں کیل اور کوئی ہتھیار وغیرہ بچوں کی پہنچ سے دور اور اور سیفٹی لاک Safty Lock لگا کر رکھنا چاہئے۔ کئی بار ہسپتالوں میں کیس آتے ہیں کہ بچے سے اتفاقاً کوئی ہتھیار مثلاً بندوق وغیرہ چل گئی۔

(۵) گھر میں بجلی کی وائرنگ صحیح ہونی چاہئے۔ بجلی کے سوئچ اونچے ہونے چاہئیں بجلی کا کھلا ہوا یعنی (Uncovered) تار یا کھلا ہوا سوئچ نہیں ہونا چاہئے۔

کبھی چلتے ہوئے پنکھے استری یا ہیٹر کے پاس بچے کو اکیلا نہ چھوڑیں۔ چمکتا ہوا ہیٹر۔ چولہے میں انگارے یا استری بچے کو اچھی لگے گی اور وہ اسے چھونے کی کوشش ضرور کرے گا اور اسے نقصان ہوگا۔ ابلے ہوئے گرم دودھ کی دیگچی یا گرم پانی سے بچے کو دور رکھیں۔ کئی بار دودھ چھلک جانے سے یا پانی کے گرم دیگچے سے بچے جل جاتے ہیں۔

(۶) جہاں چھوٹے بچے ہوں وہاں گھر کی سیڑھیوں کے اور گھر کے دروازے اچھی طرح بند رکھیں تاکہ بچے چپکے سے باہر نہ نکل جائیں۔ یا سیڑھیوں سے نہ گر جائیں۔

(۷) چھوٹے بچوں کو کبھی گھر کے پالتو جانوروں کے ساتھ اکیلے نہ چھوڑیں۔ ہو سکتا ہے کہ بچہ جانور کو چھیڑے یا مارے اور گھر کا سدھایا ہوا جانور بھی بچے کو کاٹ لے۔ کئی بار گھر کے پالتو کتے۔ بلی۔ یا طوطا وغیرہ بچوں کو نقصانات پہنچاتے ہیں۔

(۸) گھر میں پلاسٹک کے خالی لفافے پھینک دیں۔ ہو سکتا ہے بچہ اسے چہرے پر چڑھا لے اور اس کا دم گھٹ جائے۔ گھر کے فرش پر کوئی کیل۔ مٹر کا دانہ یا دس پیسے کا سکہ وغیرہ نہیں ہونا چاہئے۔ کئی بار بچے سکہ نگل لیتے ہیں یا حلق میں یا ناک میں پھنسا لیتے ہیں۔ ایک بار ایک بچہ میرے پاس لایا گیا جس نے مٹر کا دانہ ناک میں پھنسا لیا تھا۔ اسے نکالا گیا۔

(۹) اگر آپ کے گھر میں ٹیلیفون ہے تو اپنے پاس بچے کے ڈاکٹر کا ٹیلیفون نمبر قریبی ہسپتال کا۔ ایمبولینس سروس کا فائر بریگیڈ کا۔ پولیس کا ٹیلیفون نمبر اور اپنے ایسے ہمسائے کا ٹیلیفون نمبر رکھیں جن کے پاس کار ہو۔ یہ سب ٹیلیفون نمبر کسی بھی مشکل لمحے میں کام آسکتے ہیں۔

(۱۰) شہر ہو یا دیہات وہاں گٹر۔ پانی کے گڑھے وغیرہ بند اور ڈھکے ہوئے ہونے چاہئیں۔ تاکہ کوئی بچہ یا بڑا خدانخواستہ ان میں گر کر حادثے کا شکار نہ ہو۔

خدا کرے ان سب احتیاطی تدابیر سے خدا کی مدد سے ہم بچوں کو حادثات سے بچا سکیں۔ والدین کے لئے بچے کی پرورش کے دوران ان سب باتوں کا خیال رکھنا خاصا مشکل مرحلہ ہے۔

سید احسن احمد آف بھگہ

تعریف اور خوشامد

مورخہ ۲۰۔ مارچ ۱۹۹۵ء کو الفضل میں طلباء کے لئے اخلاقی گائیڈ کے کالم میں خوشامد کے بارے میں ایک بہت اچھا مضمون شائع ہوا یہ بہت اچھا سلسلہ شروع ہوا ہے اللہ آپ کو اجر دے لیکن اس سلسلے میں میں یہ عرض کردوں کہ بعض لوگ خوشامد اور تعریف کو ملا دیتے ہیں۔

کسی کی خوشامد اور تعریف کرنا دو مختلف رویے ہیں۔ خوشامد کا مطلب ہے کسی شخص کی ایسی خصوصیت جو اس میں نہیں ہے اچھالنا اور اس کو بار بار بیان کرنا۔ خوشامد کی سب سے بڑی مثال ہمارے ملک میں آفیسرز کی ان کے ماتحت کے رویے کے بارے میں ہے۔ خوشامد اور تعریف میں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے کہ خوشامد کا کوئی خاص مقصد ہوتا ہے جبکہ کسی سچی تعریف کے پیچھے کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ خوشامد کرنے کے لئے لفظ ڈھونڈنے پڑتے ہیں جبکہ کسی کی دیانتداری اور خلوص سے کی گئی تعریف الفاظ کی محتاج نہیں ہوتی۔

لیکن کسی شخص کے ایسے اوصاف جو واقعۃً اس میں موجود ہیں ان کا سب کے سامنے اظہار یا اس شخص کے پیٹھ پیچھے اقرار ایک لائق تحسین امر اور اعلیٰ ظرفی کی نشانی ہے۔

اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ چاپلوسی اور خوشامد ایک انتہائی گھٹیا رویہ ہے۔ اور یہ کئی نقصانات کا موجب بنتی ہے۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ کسی کی خلوص اور محبت سے کی گئی تعریف اس کی زندگی کو اچھی راہوں پر ڈال سکتی ہے۔

ولیم جیمز نے ایک بار کہا تھا کہ

انسانی فطرت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے یہ ہماری زندگی کا بہت اہم پہلو ہے اور اہم اس کو نظرانداز کردیتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں لوگوں کے تعلقات میں اتنی کج آرائی ہے وہ ایک دوسرے کی سچی تعریف کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

خاوند بیوی کی تعریف کر کے اس کی محبت جیت سکتا ہے اور بیوی خاوند کے کسی کام کو سراہا کر اس کے دل میں اپنی محبت ڈال سکتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کسی شخص کی بیوی جب نئے کپڑے پہن کر آتی ہے تو دو لفظ تعریف کے تو درکنار ایسی شکل بناتا ہے کہ بیوی کو سخت مایوسی ہوتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ اس کی بیوی خوب صورت ہے یا بدصورت۔ نفسیاتی ردِّ عمل کے طور پر جب بیوی یہی عمل دہراتی ہے تو خاوند کو تکلیف ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ تلخی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

بعض بیویوں کی ساری زندگی کھانے پکاتے گزر جاتی ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے میاں کے منہ سے کبھی دو لفظ تعریف کے نہیں سنے ہوتے۔

کارخانے اور فیکٹریوں میں ورکر کام کرنے والوں کی اگر بعض دفعہ تھوڑی سی تعریف کردی جائے تو وہ زیادہ محنت اور لگن سے کام کرتے ہیں۔ اس بارہ میں کئی کارخانہ داروں کی مثالیں بھی ہیں کہ کس طرح انہوں نے فیکٹری ورکروں کی ذرا سی تعریف کر کے کارخانے کی پیداوار میں اضافہ کرایا۔

لیکن نکتہ چینی' مذاق اڑانے کے ہمیشہ بد اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی اچھی صفات پر نظر رکھیں۔ اور تعریف کریں لیکن اس میں ایک حد ہونی چاہئے۔ بعض لوگ کسی کی اتنی تعریف کرتے ہیں کہ بات پورے شہر میں پھیلا دیتے ہیں یہ امر بھی مناسب نہیں ہے۔

بعض لوگوں کو زندگی میں ہر جگہ سے مایوسی ہی مایوسی ملتی ہے ہر جگہ سے وہ نظرانداز کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کی کسی صفت کو مدِّنظر رکھ کر تعریف کریں تو وہ شخص بہت محبت سے ملتا ہے۔

کسی بچے کی مناسب تعریف اس کی آئندہ زندگی پر بڑے اچھے اثرات مرتب کرتی ہے بعض اوقات کوئی بچہ معمولی سے کام کر کے ایسی نگاہوں سے دیکھتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے خود میری بھانجی نے جب آہستہ آہستہ گھٹنا شروع کیا تو پہلی دفعہ جب وہ بڑی مشکل سے گھر کی پہلی سیڑھی پر چڑھی تو خوشی کے مارے اس کا چہرہ' کھلکھلا اٹھا اور میری طرف ایسی نظروں سے دیکھا کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ہے جب میں نے اسے مثبت اور تعریفی ردِّ عمل دکھایا تو اس نے خوشی سے باقی سیڑھیوں پر چڑھنے کی کوشش کی یہ وہ موقع ہوتا ہے جب بچے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے لیکن لوگ یہ امر نظرانداز کردیتے ہیں۔

اس کے علاوہ اگر ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ سچی تعریف اپنے اندر کتنا اثر رکھتی ہے۔ ناظمین یا اس فیلڈ سے تعلق رکھنے والے لوگ دوسرے شہروں کے دوروں کے دوران لوگوں کو اس طرح ترقی کی ترغیب دلوائیں کہ جس میں ان کی تعریف بھی شامل ہو اور کسی اچھی جماعت سے مقابلہ بھی ہو تو اس کا بڑا اچھا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً ان کو یہ کہیں کہ فلاں شہر اگر ترقی کر رہا ہے تو آپ میں کیا کمی ہے آپ بھی آسانی سے ترقی کر سکتے ہیں فرق یہ ہے کہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔

ذاتی طور پر مجھے اس امر کا بارہا تجربہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ میں کسی شہر میں وقف عارضی پر گیا ہوا تھا وہاں پر میں نے ایک دفعہ وقار عمل کروایا۔ مجھے محسوس ہوا کہ ان میں ایک شخص بڑی محنت اور لگن سے کام کر رہا ہے۔ تو میں نے سب کے سامنے اس کی تعریف کی اور اس کے کام کو سراہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ہونے والے ہر پروگرام میں اس نے شرکت کی بلکہ بہت محنت سے کام کیا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ کوئی شخص اگر اچھا کام کرتا ہے تو کھلے دل سے اس کا اقرار

باقی صفحہ ۷ پر

یادرفتگان ○○○ ☆ ○○○ ☆ ○○○ امتیاز احمد راجیکی کیلیفورنیا-امریکہ

محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ
اہلیہ محترم ملک فضل حسین صاحب

ایک چھوٹا سا کمرہ، جس کی دیواروں پر سیمنٹ پلستر کی بجائے مٹی کے گارے کے لیپ پر سفیدی کی ہوئی تھی اور جس کی گھاس پھونس کی چھت درخت کے ایک بے ہنگم تنے کے بلا ترشے ہوئے شہتیر پر بسیرا کئے ہوئے تھی- یہ شہتیر نما تنا بھی امتداد زمانہ کے ہاتھوں عین بیچ میں سے تڑخ گیا تھا اور اسے زمین پر گرنے سے بچانے کے لئے ایک اور شہتیر نما لکڑی کا سہارا دیا گیا تھا، جو زمین سے چھت تک عموداً کھڑے ہوئے اس مختصر سے کمرے کے حدود اربعہ کو مختصر تر کردینے پر مجبور تھا۔

یہ کمرہ میرے لئے کوئی نئی چیز نہیں تھا- شعور کی ابتدائی یادوں کے ساتھ، اس کی یادیں وابستہ تھیں- بچپن کے دنوں میں بھی خود کو اس سے مانوس پایا اور لڑکپن کے ایام بھی یہیں کھیلتے کودتے گزر گئے-

مگر اس کی ہیئت کذائی پر غور کرنے کا موقع تب ملا، جب ۱۹۷۳ء کی بارشوں اور سیلابوں نے بڑے بڑے قصروں اور ایوانوں کو زمین بوس کر دیا- مجھے خوب یاد ہے، اس سال جون کے آخری ہفتے میں بارشیں شروع ہوئی تھیں- ہلکی ہلکی، "نمی نمی" سی "سمی سمی" سی پڑنے والی پھوار، جو مکانوں کی چھتوں اور دیواروں میں اس طرح سرایت کر گئی کہ بڑی بڑی عمارتوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا اور مضبوط چٹانوں میں رخنہ ڈال دیا- شاید ہی کوئی گھر ہو جو محفوظ رہا ہو- کم و بیش ہر کوئی اس طوفانِ بلا سے متاثر ضرور ہوا- بعد ازاں اگست / ستمبر میں تاریخ پاکستان کا ہولناک ترین سیلاب آیا- جس نے بستیوں کی بستیاں ویران کر دیں اور بڑے بڑے مضبوط بندوں اور عمارتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر رکھ دیا-

میں اس کمرے میں بیٹھا ہوا بڑی دیر تک غور کرتا رہا کہ آخر کیوں اس کمرے میں پانی کی ایک بوند بھی نہیں ٹپکی- اس کی چھتوں نے رسنا نہیں شروع کیا- اس کی بوسیدہ دیواروں میں دراڑیں نہیں پڑ گئیں- آخر مجھ سے رہا نہ گیا- اپنے دوست سے پوچھ بیٹھا-

"بھائی، یہ ماجرا کیا ہے- آخر صناعی کا یہ کونسا شہکار ہے، جو بلائے زمانہ کی ہر دست و برد سے بچا رہا-"

میرے دوست نے بڑا عارفانہ جواب دیا:

"تم جانتے ہو- جس خدا نے یہ بارشیں اور سیلاب بھیجے تھے، اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی مخلوق میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر ان کی چھتیں گر گئیں تو وہ دوبارہ نہ بنوا سکیں گے- قرض لے کر بھی نہیں- ادھر باہر آؤ- اور مکان کی چھت کو غور سے دیکھو- اس کی ایک سائیڈ- دوسری سائیڈ سے کتنی اونچی ہے- اس میں تقریباً دو فٹ کی قدرتی ڈھلوان ہے- جب ہمارے بزرگوں نے اس کی تعمیر کی تھی، اس وقت تو اس کی وجہ غالباً یہی ہو گی کہ اینٹیں ہی ختم ہو گئی ہوں گی- مگر اس مجبوری کے پیچھے عالم الغیب خدا کا ایک حسین تصرف اور اعجاز بھی جاری تھا-"

یہ وہ گھر تھا، جس میں ایک کمزور بیوہ نے اپنے بچوں کو کس طرح پالا پوسا، کس طرح لکھایا پڑھایا اور جوان کیا- ان کی ضروریات اور ناز و نعم کا کیسے کیسے خیال رکھا اور زندگی کا کٹھن اور دشوار گزار سفر اکیلے ہی کیسے طے کیا- یہ سب کچھ جہد مسلسل، صبر، توکل اور قناعت کی ایک ایسی طویل داستان ہے، جس میں فی الواقعہ اس گھر پر ایسے وقت بھی گزرے- جب اس مجبور مگر باغیرت اور خوددار ماں نے خالی ہنڈیا چولہے پر چڑھا کر ڈھیروں دھواں پھیلنے دیا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ آج ان کے ہاں پکانے کو کچھ نہیں-

محلہ دارالرحمت غربی ربوہ کی مشہور "الفضل" والی گلی کا یہ گھر اس لحاظ سے بڑا بابرکت ہے کہ اس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق حضرت ملک غلام قادر صاحب نے زندگی کے آخری ایام گزارے اور آپ کے دو صاحبزادوں- سلسلہ کے جلیل القدر خادموں، مولانا غلام حسین ایاز اور مولانا غلام احمد فرخ صاحبان، اس گھر کو بیک وقت میزبانی اور مہمانی کے شرف سے نوازتے رہے- یہ گھر حضرت ملک غلام قادر صاحب کے منجھلے صاحبزادے محترم ملک فضل حسین صاحب کا گھر ہے- محترم ملک صاحب قادیان سے ہجرت کے بعد زیادہ تر سندھ میں رہے، مگر آپ کی اہلیہ محترمہ حلیمہ بی بی، بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں مستقلاً ربوہ میں رہائش پذیر ہو گئیں- اور تقریباً تیس سال کی اولوالعزم جدوجہد میں زمانے کے ہر اتار چڑھاؤ اور نشیب و فراز کی تاریخ رقم کرتی رہیں- غربت و امارت اور فقر و غنا ہر حال میں صبر اور شکر، قناعت اور توکل کی مثالیں قائم کرتی رہیں- ۱۹۶۵ء میں آزمائش کے اس کٹھن دور کے بالکل ابتدا میں آپ کے رفیق حیات، محترم ملک فضل حسین صاحب انتقال کر گئے- اس وقت آپ کے تینوں بیٹوں میں سے کوئی بھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں تھا- دو بیٹے برادرم ملک تعظیم احمد اور برادرم عزیزم کلیم احمد، تعلیم کے ابتدائی مراحل میں تھے اور چار بیٹیوں کے گھر بسانے کی ذمہ داری بھی انہیں ناتواں کندھوں پر اکیلے پڑ گئی تھی- ایسے میں اس عزم و ہمت کی دیوی نے کیا کیا پاپڑ بیلے، کیسے کیسے دکھ اٹھا کر بیٹوں کی تعلیم مکمل کروائی اور بیٹیوں کو بھی اعلیٰ تعلیم و تربیت اور سلیقے کے گنوں سے مرصع کر کے اپنے اپنے گھروں کو رخصت کیا- اس داستان کا لمحہ لمحہ ایک نرالا رنگ لئے ہوئے ہے، جس کے ہر پہلو کو اجاگر کرنے کے لئے بے شمار صفحات اور ابواب کی ضرورت ہو گی، مگر میں یہاں اس مختصر ذکر خیر میں آپ کی شخصیت کے ایک ایسے نمایاں پہلو کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں- جس نے نہ صرف اپنے وجود میں عظمت کردار کی بہت بلندیوں کو چھوا، بلکہ تربیت اولاد میں بھی اہم ترین کردار ادا کیا-

آپ کی شخصیت کو پیش کرنے کے لئے مجھے کوئی ایک لفظ نہیں ملتا، جس میں صبر، توکل، قناعت غنا، خودداری اور مہمان نوازی کے اوصاف کو یکجا کر دیا جائے- مگر ان اوصاف کی حامل اگر کوئی ایک شخصیت ملتی ہے، تو وہ یقیناً والدہ کلیم، محترمہ حلیمہ بی بی ہیں- یہ خواص اتنی قوت اور ہمہ گیری سے اس بزرگ خاتون میں موجود تھے کہ آپ سے معمولی شناسائی رکھنے والا بھی- ان سے متاثر ہوئے بغیر اور ان کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا-

میرا بہت بچپن سے اس گھر میں آنا جانا تھا- برادرم عزیزم کلیم، دوسری جماعت سے میرے کلاس فیلو اور ہمجولی تھے- اس لحاظ سے مختلف ادوار میں نہ صرف اس گھرانے کے حالات سے واقفیت اور اس بزرگ ماں کے کردار، حسن تربیت، حسن انتظام کا مشاہدہ کرتا رہا ہوں- بلکہ خود بھی ان سے استفادہ کرتا رہا ہوں- آپ کی جن باتوں نے ان بچوں کے کردار پر گہرا اثر ڈالا، وہ صبر و استقامت اور توکل و قناعت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنا اور دعاؤں اور عبادتوں کے قیام پر انتہائی زور دینا تھا اور پھر اسے اتنی مضبوطی سے ان میں واضح کر دینا کہ گویا وہ ان کی فطرت ثانیہ کا حصہ بن گیا ہو-

مجھے یاد ہے، سکول سے آ کر میرا اکثر وقت کلیم کے ساتھ ان کے گھر میں اکٹھے لکھنے پڑھنے یا کھیلنے میں گزرتا- باوجود بڑی بھرپور نگرانی کے کبھی ان کی والدہ نے ہمارے مشاغل میں اور دلچسپیوں میں دخل نہیں دیا- مگر جہاں نماز کا وقت ہوا پھر ممکن نہیں تھا کہ ہم کوئی اور شغل جاری رکھ سکتے، چاہے وہ کتنا ہی اہم کام کیوں نہ ہو- فوراً نماز کے لئے اٹھنا پڑتا- اور یہ پابندی بیت الذکر میں کئی اکابر رفقاء اور بزرگان سلسلہ کی صحبت سے فیض پانے کا ذریعہ بھی بن جاتی- اس زمانے میں ٹیلیویژن کا تو کوئی تصور بھی نہیں تھا- شاذ ہی کسی گھر میں ریڈیو یا گراموفون ہوتا- چنانچہ بچوں اور نوجوانوں کے زیادہ مشاغل، اچھی پڑھائی، صحت مند آؤٹ ڈور گیمز اور بیوت الذکر میں درس و تدریس کی محافل میں شرکت کرنا ہوتا-

اب میں غور کرتا ہوں تو اسی نتیجے پر پہنچتا ہوں کہ دراصل دعاؤں اور عبادتوں کی بنیاد ہی تھی، جس پر اس بزرگ خاتون نے اپنے تمام اخلاق و کردار کو استوار کیا اور اسی سے تربیت اولاد کے گر سیکھے اور سکھائے- یہ دعائیں اور نمازیں تھیں، جنہوں نے ایک بے سہارا بیوہ اور یتیم بچوں کو بے پناہ صبر، استقامت اور توکل عطا کیا اور بڑے بڑے مشکل حالات میں ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دی- مجھے اور کوئی سبب دکھائی نہیں دیتا کہ آخر اس وجود میں اتنا غیر معمولی حوصلہ، قناعت اور خودداری کیسے موجود تھی- سوائے دعا کے مضبوط سہارے اور اس کی قبولیت پر یقین کامل کے بغیر کوئی دل اتنی مضبوطی پا نہیں سکتا- یہی وجہ تھی کہ انتہائی ضرورت اور مشکل وقت میں بھی میں نے اس راسخ الایمان عورت کو کسی کے آگے اپنی حاجت بیان کرتے نہیں دیکھا- جو روکھی سوکھی- چٹنی روٹی ہوتی- اسی میں گزارہ کر لیتیں اور قریب ترین ہمسائیوں کو بھی کانوں کان خبر نہ ہونے پاتی کہ ان غریبوں پر کیا گزر رہی ہے- کبھی معمولی سا حرف شکایت بھی میں نے ان کی زبان سے نہ سنا، بلکہ اس کے برعکس ہر ملنے والے اور گھر آنے والے سے اتنی خندہ پیشانی اور مہمان نوازی سے پیش آنا اور اپنی حد استطاعت سے بھی بڑھ کر اس کی مدد اور خدمت کرنا کہ کسی کا تصور بھی اس طرف نہ جائے کہ خود ان پر کیا گزر رہی ہے-

جب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گھرانے نے خوشحالی کا وقت دیکھا- خوشحالی کا دور پھر ایک آزمائش کا دور ہوتا ہے- بسا اوقات تنگدستی کے زمانے سے بھی زیادہ- مگر آفرین ہے، اس عظیم عورت پر- دولت کی فراوانی اور آسائش و آرام کے اس وقت میں بھی اس کی سادگی، قناعت اور غنا پر کوئی حرف نہ آیا- اسی توکل، بردباری اور حوصلے سے اس ابتلا کو سہہ لیا- ذرہ برابر بھی کسی شیخی، نخوت یا تکبر کا تصور ان کے قریب سے نہ گزرا- اگر فرق پڑا تو صرف سخاوت اور غریبوں اور عزیزوں کی مدد کرنے میں پڑا کہ خدا تعالیٰ نے اس کے لئے انہیں زیادہ وافر مواقع فراہم کر دیئے- ورنہ وہی سادہ لباس، وہی پرانے زمانے کا ٹوپی والا تنبو نما سفید برقعہ- اسی طرح سودا سلف خریدنے منڈی جانا اور ویسے ہی گھر کے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرنا- وہی پرانے زمانے کی وضع داریاں، وہی بے نفس خودداریاں، جس میں تکبر یا ریا کا شائبہ تک نہ ہو اور جو عاجزی کی انتہاؤں کو سمیٹے ہوئے، مگر غیرت سے بھرپور ہوں- صحیح معنوں میں وہ ایک غنی اور تونگر وجود تھا، جس پر غنا عن النفس کی یہ ضرب المثل صادق ہی نہیں آتی- بلکہ اس پر چسپاں ہو کر اس مثال کے سچا ہونے کا ثبوت ملتا ہے- کہ

تونگری بہ دل است نہ بہ مال

میرے ساتھ اس عظیم ہستی کی محبتوں کا ایک عجیب بے لوث اور بے کراں تعلق قائم تھا- ہمیشہ بچپن سے انہوں نے مجھے اپنا چوتھا بیٹا ہی سمجھا-

باقی صفحہ ۷ پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چین میں آبادی / خوراک

کہا جاتا ہے کہ اکیسویں صدی کے نصف میں چین کی آبادی ۱۶ء۱ ارب ہو جائے گی۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے بظاہر اتنی بڑی آبادی کے لئے خوراک کا مہیا کرنا آسان نہیں ہو گا۔ لیکن حکومت کا کہنا ہے کہ اگر یہ بات درست بھی ہو تو ہم ایسی سکیمیں تیار کر سکیں گے جس سے اس سلسلے میں کوئی خاص مشکل نہ پیش آئے۔ ہم پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کریں گے۔ اور اس کے علاوہ جو خوراک مختلف طریقوں سے ضائع ہو جاتی ہے اسے بھی بچائیں گے۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں جتنی خوراک روزانہ ضائع کی جاتی ہے وہ کسی ایک چھوٹے سے ملک کے تمام افراد کو خوراک مہیا کر سکتی ہے۔ چین بھی اگر اپنی ضائع ہونے والی خوراک کو بچا لے اور اپنی پیداوار کو بھی بڑھا لے تو حکومت کہتی ہے کہ ہمیں اپنی ساری آبادی کے لئے خوراک مہیا کرنے میں کوئی مشکل نہ ہو گی۔ وہ ابھی سے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے بعض سکیموں پر عمل در آمد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ریسرچ کرنے والوں کا یہ اندازہ ہے کہ ۸۰۰ ملین سے لے کر ایک ارب ٹن تک خوراک پیدا کی جا سکتی ہے لیکن یہ کیا ایسی صورت میں جا سکتا ہے کہ ٹیکنالوجی کو بہتر طریق پر استعمال کیا جائے۔ ۸۰۰ ملین سے ایک ارب ٹن تک کی خوراک ۵ء۱ سے ۶۹ء۱ ارب تک افراد کے لئے کافی ہو گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت تک جو خوراک فی کس مہیا کی جائے گی اس کی مقدار ۵ء۳۷ کلو گرام سے بڑھ کر ۵۰۰ سے ۵۵۰ کلو گرام ہو جائے گی۔ ۱۹۹۴ء میں جو خوراک پیدا کی گئی تھی وہ ۶ء۴۴۴ ملین ٹن اور اس سے پہلے سال کی نسبت یہ ۹ء۱۱ ملین ٹن کم تھی۔ زرعی تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ زراعت کو مزید پھیلانے کی ضرورت ہے اور پیداوار کو ہر قسم کے نقصان سے بچایا جانا چاہئے۔ دراصل صنعت کاری نے بہت سے علاقوں میں زراعت کو نقصان پہنچایا ہے۔

☆O☆

ایچیسن کالج لاہور

ایچیسن کالج لاہور کی ۱۰۹ ویں سالگرہ کے موقعہ پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے میجر جنرل (ریٹائرڈ) خورشید علی خان گورنر صوبہ سرحد نے کہا کہ یہ افسوس کی بات ہے کہ تعلیم کے لئے جو رقم مختص کی جاتی ہے وہ تعلیمی ضروریات کے مطابق آگے نہیں بڑھتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ تعلیمی ترقی کے لئے جو بات سب سے زیادہ رکاوٹ بن رہی ہے وہ تعلیم کا بجٹ ہے جو ہمیشہ ضرورت سے کم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات ہمارے لئے خاصی تشویش پیدا کرتی ہے۔

تعلیم کے متعلق انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ امیر اور غریب دونوں طبقوں کے لئے ایک جیسی تعلیم مہیا کی جانی چاہئے۔ کوئی ایسا ادارہ بھی نہیں ہونا چاہئے جہاں غربت اور امارت کے امتیاز کے ساتھ داخلہ دیا جائے۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) خورشید علی خان خود ایچیسن کالج کے فارغ التعلیم ہیں۔ آپ نے طلباء کو نصیحت کی کہ وہ محنت کریں۔ اور تعلیم سے لاتعلقی کے اظہار سے گریز کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس ادارے میں کسی ایسے شخص کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے جو محنت بھی نہ کرتا ہو اور تعلیم سے لاتعلقی کا بھی اظہار کرتا ہو۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایچیسن کے فارغ التحصیل لوگوں کو اخلاق کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ ایک صحت مند جسم میں ایک اچھا ذہن ہوتا ہے۔ اس بات کو ہمیشہ مد نظر رکھا جائے۔ اور ہر بات میں راست روی اختیار کی جائے۔ اچھے نتائج کے لئے انہوں نے سٹاف کے ممبروں کی بھی تعریف کی۔ انہوں نے ۲۱ ویں صدی کا بھی ذکر کیا۔ اور کہا کہ اب ایچیسن کالج کو پہلے سے بہت زیادہ بہتر اور اعلیٰ معیار کا ادارہ بنانے کی ضرورت ہے۔

کالج کے پرنسپل نے حاضرین کو بتایا کہ کالج کا نتیجہ سو فی صد ہوتا ہے اور عالمی برادری میں بھی ایچیسن کالج نے اپنا نام پیدا کر لیا ہے۔ اس تقریب کے اختتام سے پہلے گورنر سندھ نے ٹرافیاں' میڈل' اور سرٹیفکیٹ تقسیم کئے۔

☆O☆

نوابزادہ نصراللہ خان

معزز سیاست دان اور ہاؤس کشمیر کمیٹی کے چیئرمین نواب زادہ نصراللہ خان نے گذشتہ اتوار کے روز کہا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور کراچی ملک کی اقتصادیات کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ چنانچہ تمام سیاسی لوگوں کو ان بڑے بڑے مسائل کے متعلق متفق ہو جانا چاہئے۔ ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ کراچی اور کشمیر کے مسائل کے متعلق ایک قومی کانفرنس جلد منعقد کی جائے گی۔ جس میں تمام مذہبی' سیاسی اور سماجی گروہوں کو دعوت دی جائے گی۔

کشمیر کے مختلف مسائل کے متعلق بات کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ جب تک اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا یعنی کشمیریوں کو حق خود ارادیت نہیں مل جاتا اس وقت تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

کراچی شہر میں جو حالات روز بروز رونما ہو رہے ہیں ان پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے نواب زادہ صاحب نے کہا کہ کراچی بھی کشمیر ہی کی طرح ہمارے لئے ایک اہم مسئلہ ہے۔ اور ترجیحاً" ہمیں کراچی کے مسائل کو حل کرنا چاہئے۔ اگر ملک میں اقتصادی استحکام کو قائم رکھنا ہے تو کراچی میں قیام امن نہایت ضروری ہے۔ نواب زادہ نصراللہ خان نے کہا کہ عنقریب کشمیر اور کراچی کے متعلق جو کانفرنس منعقد کی جائے گی اس میں تمام گروہوں کی آراء پر غور کیا جائے گا۔ اس کانفرنس کا ایک مقصد یہ بھی ہو گا کہ اہالیان کراچی کو اس بات کا یقین دلایا جائے کہ ملک کے تمام باشندوں کو کراچی کے حالات پر تشویش ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ وہاں جلد از جلد امن قائم ہو۔ انہوں نے حکومت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کے لئے ان مسائل کا حل کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اور کراچی کے مسائل نہ صرف مقامی طور پر بلکہ عالمی طور پر بھی حل کئے جانے ضروری ہیں۔ اور اس سلسلے میں ساری قوم کو ایک اہم کردار ادا کرنا پڑے گا۔ دہشت گردی اور بے راہ روی کو روکنے کے لئے کانفرنس اہم کردار ادا کرے گی۔

☆O☆

اسرائیل / شام

اسرائیل اور شام کے درمیان گولان پہاڑیوں کی وجہ سے خاصی دشمنی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ اب دونوں ایک دوسرے کے قریب تو آ رہے ہیں۔ لیکن ایک دوسرے کی شرائط ماننے پر ابھی اتفاق نہیں ہوا۔ شام کا کہنا ہے کہ گولان کی پہاڑیاں مکمل طور پر خالی کر دی جائیں۔ تو اسرائیل کے ساتھ صلح ہو سکتی ہے۔ اسرائیل کہتا ہے کہ گولان کی پہاڑیاں تو خالی کر دی جائیں گی۔ اگرچہ آہستہ آہستہ اور قدم بہ قدم خالی کی جائیں گی۔ لیکن امن پہلے قائم ہونا چاہئے۔

اب اس امن کے قیام میں لبنان کی صورت حالات بھی اہمیت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ حزب اللہ کے گوریلے لبنان میں اسرائیلی مورچوں پر راکٹ برساتے ہیں اور اسرائیل اس کارروائی سے خاصا پریشان ہے۔ اگرچہ وہ عام طور پر بلا واسطہ پریشانی کا اظہار تو نہیں کرتا۔ لیکن یہ پریشانی ایسی نہیں جسے چھپایا جا سکے۔ گذشتہ دنوں

A MAD RACE

There's deafening noise on right and left
There's sickening clamour all around.
It looks as if we all are running
Not knowing for where we all are bound
We are kicking and knocking the people down
And running as fast we can
We do not know the next of kin
In the crowd, as if, there's no man
Who knows till when we'll run the race.
Who knows what's going to be.
The speed has blurred the view of all
Our eyes are open, but cannot see.
O God of all, You let us know
How we can slow the speed
How we can grasp and understand
What's not wanted and what's our need.

VIRTUE AND VICE

پاگل پن کی دوڑ

ہمارے دائیں اور بائیں بہرا کر دینے والا شور ہے۔ ہمارے ہر طرف ایسی آوازیں ہیں جو انسان کو بیمار کر دیتی ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ ہم یہ تو نہیں جانتے کہ ہمیں کہاں جانا ہے لیکن ہم سب دوڑ رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو ٹھوکریں لگاتے ہیں اور دھکے دیتے ہیں اور نیچے گرا دیتے ہیں اور ہم جتنا بھی تیز دوڑ سکتے ہیں دوڑتے ہیں۔ ہم کسی رشتہ دار کو نہیں پہچانتے۔ ایسے لگتا ہے جیسے ہم ارد گرد کے لوگوں کو انسان نہیں سمجھتے۔ کون جانے ہم کب تک یہ دوڑ لگاتے رہیں گے۔ کون جانے اس کا انجام کیا ہو گا۔ ہماری تیز رفتاری نے ہر چیز کو دھندلا دیا ہے۔ ہر منظر کو دھندلا دیا ہے۔ ہماری آنکھیں کھلی ہیں۔ لیکن دیکھ نہیں سکتیں۔

اے سب کے خدا تو ہمیں بتا کہ ہم اپنی رفتار کو آہستہ کس طرح کریں۔ ہم یہ کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے اور کس کی ضرورت نہیں۔

حزب اللہ نے اسرائیلیوں پر راکٹ برسائے تو اسرائیل نے شام کی طرف توجہ کی اور شام سے کہا کہ اگر ان گوریلوں کو باز نہ رکھا گیا تو قیام امن کی گفت و شنید ناکام ہو کر رہ جائے گی- یہ گفت و شنید واشنگٹن میں ہو رہی ہے اور اسرائیل کے سفیر نے کہا ہے کہ اگرچہ ہم آگے تو بڑھ رہے ہیں لیکن حزب اللہ کے حملے ہمیں آگے بڑھنے سے روکتے ہیں- حزب اللہ نے حال ہی میں جو حملے کئے ہیں ان کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اسرائیل نے حزب اللہ کے ایک فوجی لیڈر کو جنوبی لبنان میں ہلاک کر دیا ہے- حزب اللہ کے متعلق اسرائیل اور شام کا ایک خاموش معاہدہ یہ بھی ہے کہ حزب اللہ صرف جنوبی حصے میں حملے کر سکتا ہے شمالی اسرائیل میں نہیں- اگرچہ بعض اسرائیلی نمائندوں کا کہنا ہے کہ قیام امن کی گفتگو کے باوجود شام ایسی کارروائیاں خاموشی سے کرنے دیتا ہے جو اسرائیل کے خلاف ہیں-

ایک طرف تو وہ گفت و شنید کی میز پر بیٹھ کر نہایت مہذبانہ طریق پر قیام امن کی گفتگو کرتا ہے اور دوسری طرف وہ زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈال کر اسرائیل سے زیادہ سے زیادہ مفادات حاصل کرنا چاہتا ہے- ان مفادات کا تعلق قیام امن سے ہے-

☆ O ☆

بقیہ صفحہ ۴

کریں اور اس کی تعریف کریں اس سے اس شخص کے دل میں کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا-

اس سلسلے میں مجھے ایک اور واقعہ یاد آ رہا ہے کچھ عرصہ پہلے خاکسار کو سوات جانے کا موقع ملا وہاں میری ملاقات ایک ہوٹل مینیجر سے ہوئی- کافی وقت ان سے گپ شپ میں لگ گیا- میں نے اس کو کوہستانیوں کی بعض غیر معمولی صفات گنوائیں جن کو سن کر وہ بہت خوش ہوا- اس کی تعریف کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ میں اس سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتا تھا بلکہ میرا مقصد تو یہ تھا اس کے دل میں جو ہماری نفرت ہے اس کو دور کروں اور میرا یہ مقصد حل ہو گیا وہ شخص میرا دوست بن گیا اور پھر اس سے تفصیلی گفتگو ہوئی وہ تمام باتیں جو ہمارے احمدیت کے بارے میں جھوٹی پھیلائی ہوئی تھیں سب کو ختم کرنے کا موقعہ بفضل خدا ملا کافی حد تک اس شخص کی نفرت ختم ہوئی اب اگر میں یہ کہتا کہ کوہستانی ایسے ہیں ان کی برائیاں گنتا تو وہ شخص میری شکل دیکھنا بھی گوارہ نہ کرتا اور میں اس نیک کام سے محروم رہتا-

میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ کسی وقت انہوں نے اپنے کسی دوست کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ایک نہایت اہم نکتہ بتایا تھا لیکن کبھی ان کے دوست نے اس کا ذکر اس مناسبت سے نہیں کیا- ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ یہ ان کے اپنے زرخیز دماغ کی ایجاد ہے-

انسانیت کی معراج یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے کچھ سیکھتا ہے تو علی الاعلان اس کا اقرار کرے لوگ Ideas اور خیالات کو لے لیتے ہیں لیکن اس کا کھلم کھلا اظہار نہیں کرتے جو ان کی کم ظرفی کی علامت ہے-

بقیہ صفحہ ۵

آپ کے اس جذبے کی شدت کا احساس مجھے خصوصیت سے اس وقت ہوا' جب عزیزم کلیم ملک سے باہر چلے گئے- بھائی تسنیم لاہور میں اور بھائی تنظیم کراچی سیٹل ہو گئے- میں چونکہ سرگودھا یا چنیوٹ میں ملازم ہونے کی وجہ سے عملاً ربوہ ہی میں رہتا تھا' اس لئے ان کی تمام تر توجہ اور شفقت گویا مجھی پر مرکوز ہو گئی- میری بیوی کو بالکل سگی بیٹیوں کی طرح سمجھتیں اور ہر دکھ سکھ میں برابر کا شریک کرتیں- اور اس کی بیماری کے دوران میں بڑی تکلیف اٹھا کر تیمارداری کے لئے ہمارے ہاں آتیں- ان دنوں میں ہم لوگ محلہ دار الصدر میں قیام پذیر تھے اور کافی فاصلہ تھا- خود بھی بہت ضعیف اور بیمار تھیں- مگر ہانپتی کانپتی رستے میں رک رک کر ہمارے ہاں پہنچ ہی جاتیں-

یہ اس بے حد محسن اور احسان شناس بزرگ ماں کی محبتیں تھیں- اول تو آخر تک کبھی کسی سے کوئی خدمت یا احسان لینا انہیں گوارا نہ تھا- لیکن اگر کسی کو کچھ خدمت کی سعادت مل جاتی تو اس کے لئے گویا بچھ بچھ جاتیں- نہایت خلوص سے اس کی ممنون ہوتیں اور بے انتہا دعاؤں اور عملاً بہتر جزا سے اس احسان کو فوراً اتارنے کی کوشش کرتیں-

دراصل یہی ان کی زندگی کا نچوڑ اور ماحصل تھا- اپنی بساط کے مطابق انتہا درجے کا توکل اور خدا کی ذات اور اس کی معجزانہ مدد اور دعاؤں کی قبولیت پر یقین کامل- یہ وہ کردار کے زیور تھے' جو اس بزرگ خاتون کے سینے پر ہمیشہ سجے رہے- زندگی عملاً اسی دائرے میں گھومتی رہی کہ ہر احتیاج اپنے مالک حقیقی کے حضور ہی پیش کرنی ہے- کسی غیر سے تصور کے شائبے کی بھی امید نہیں رکھنی- اور خدا بھی بڑا غیور ہے- اپنے حقیقی عاجز اور محتاج بندوں کی ہر حال میں حاجت براری کرتا ہے- ان کی مادی ضروریات کے لئے بھی اور روحانی تسکین کے لئے بھی-

اور یہ وجود بھی ان خوش نصیبوں میں سے ایک تھا' جنہیں خدا نے ہر آزمائش میں سرخرو کیا- اور اپنے در کی ایسی محتاجی اور فقیری عطا کی کہ ہر بادشاہی اور تونگری اس پر قربان ہو- پتہ نہیں' خدا کو ان کی یہ ادا کیسی پسند تھی کہ آخری وقت میں بھی انہیں کسی کے آگے دست سوال یا دست احتیاج دراز کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑا- کافی عرصہ سے انہیں پیٹ میں درد کی شکایت رہتی تھی- ڈاکٹرز اس کی صحیح تشخیص نہ کر سکے- عام پیٹ درد کی دواؤں سے کبھی افاقہ ہو جاتا' کبھی بیماری عود کر آتی- اس حالت میں بھی معمولات زندگی میں کوئی فرق نہ پڑا اور ایک روز بھی ایسی بیمار نہیں ہوئیں کہ صاحب فراش ہونا پڑے- آخر ایک روز ڈاکٹرز کے مشورے سے مزید ٹیسٹوں کے لئے خود ہی ہسپتال پہنچ گئیں- اور اسی دن ۲۶- مئی ۱۹۸۹ء کو ہسپتال میں سوتے سوتے میں مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں- زندگی کے آخری لمحوں میں بھی اپنوں پرائیوں کسی پر اپنی احتیاج یا ضرورت کا معمولی سا بوجھ ڈالنا بھی گوارا نہ ہوا- کیسے خدائے قدوس و غیور اپنے حقیقی بندوں کی لاج رکھتا ہے-

اطلاعات و اعلانات

ولادت

O مکرم حافظ فضل ربی صاحب دار الیمن شرقی ربوہ حال لندن کو اللہ تعالیٰ نے ۲۲ مارچ ۹۵ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے- حضرت صاحب نے "فواز فضل ربی" نام عطا فرمایا ہے- نومولود مکرم صوفی بشیر احمد صاحب (ابن حکیم غلام حسن صاحب لائبریرین) کا پوتا اور مکرم مولوی بشیر احمد شمس صاحب ربوہ کا نواسہ ہے- نومولود کی صحت' درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے-

درخواست دعا

O عزیز ناصر احمد خان ابن مکرم خدا بخش خان صاحب آف کوٹ قیصرانی حال ڈیرہ غازی خان گذشتہ چند ماہ سے شدید بیمار ہیں- ان کی صحت یابی کے لئے تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے-

"پتہ درکار ہے"

O مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب باجوہ وصیت نمبر ۱۲۹۶۴ ولد مکرم چوہدری نبی بخش صاحب باجوہ ساکن چک نمبر ۲۲- جی- ڈی ضلع ساہیوال سے ۱۹۵۱ء میں وصیت کی تھی- اس کے بعد موصی کا دفتر سے کوئی رابطہ نہیں- اگر موصی خود پڑھے یا اس کے عزیز اقارب پڑھیں تو دفتر ہذا کو مکمل ایڈریس کے ساتھ مطلع کریں-

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

روزنامہ الفضل ربوہ
قیمت دو روپیہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

امداد طلباء کے لئے مخیر

حضرات توجہ فرماویں

O آج کل سالانہ امتحانات کے بعد مستحق اور ضرورت مند طلباء کی طرف سے نئی کتب وغیرہ کا بہت زیادہ مطالبہ ہوتا ہے صدر انجمن احمدیہ کے تحت چلنے والا شعبہ "امداد طلباء" مشروط بآمد ہے- جس کے تحت طلباء کی اس ضرورت کو پورا کیا جاتا ہے- لہٰذا احباب جماعت سے درخواست ہے کہ بڑھ چڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لیں تاکہ بجٹ میں کمی کی وجہ سے طلباء کی تعلیم متاثر نہ ہو- (نگران امداد طلباء)

گمشدہ طلائی کانٹا

O ایک عدد کانٹا طلائی جس کے ساتھ گولڈن موتیوں کا سہارہ لگا ہوا تھا دار العلوم بیت صادق سے دار الیمن شرقی میں آتے ہوئے مورخہ ۹۵-۴-۶ کی شام کو راستہ میں گر گیا ہے اگر کسی صاحب کو ملا ہو تو دفتر صدر عمومی سے رابطہ فرمائیں-

والدین واقفین نو متوجہ ہوں!

O جو والدین اپنے واقفین نو کی تصاویر بغرض اشاعت بھیجتے ہیں ان سے التماس ہے کہ وہ اپنے بچوں کی رنگین کی بجائے بلیک اینڈ وہائٹ پاسپورٹ سائز تصاویر ارسال کیا کریں-

وکالت وقف نو

بقیہ صفحہ ۱

پھر اس کے حل کا کیا طریق ہونا چاہئے؟ وہی جو حضرت ابراہیمؑ نے اختیار کیا کہ وہ بظاہر آگ میں کودے- مگر دیکھا کہ وہ آگ نہیں بلکہ گلزار تھا- جب انسان خدا پر توکل کر کے کودتا ہے- تو گو اس وقت معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہو گا- اور ایسا خیال کرتا ہے کہ اس مشکل کا حل ہی نہیں- مگر کودنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ایسی آسان اور سادہ بات ہے کہ اس کے متعلق حل کا لفظ ہی استعمال کرنا بے وقوفی ہے- جیسا کہ سورج چڑھا ہوا ہو تو یہ کہنا کہ بتاؤ سورج کہاں ہے بے وقوفی ہے- پس اس وقت اس میں اخفا ہی نہیں رہتا یعنی یہ حالت جب انسان پر گزرتی ہے- اور جب وہ دین اور دنیا کے دونوں رستوں کے اندر سے گزرتا ہے جو خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں- تب خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے سامان پیدا ہوتے ہیں- اور یہ ہیں وہ قربانیاں جو قرب الی اللہ کے لئے ضروری ہیں-

(از خطبہ ۲- دسمبر ۱۹۲۱ء)

خبریں

ربوہ : 10- اپریل-1995ء
کل شام اور رات کو بارش کی وجہ سے ٹھنڈ بڑھ گئی درجہ حرارت کم از کم 14 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 26 درجے سنٹی گریڈ

○ امریکہ کے حکام نے واضح تاثر دے دیا ہے کہ وزیراعظم پاکستان کو خالی ہاتھ واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ وزیراعظم بے نظیر بھٹو کو امریکی امداد کی جزوی بحالی کی یقین دہانی کرا دی گئی ہے۔ اگرچہ اس دورے میں سردست مسئلہ کشمیر پر خاص پیش رفت نہیں ہو سکی تاہم کلنٹن بے نظیر ملاقات میں یہ مسئلہ بھی کھل کر سامنے آ جائے گا۔ بھارتی رویہ زیر بحث لایا جائے گا۔ ایف ۱۶ طیاروں کے سلسلہ میں یہ تجویز سامنے آئے گی کہ پاکستان کو ایک مرتبہ پریسلر ترمیم میں چھوٹ دی جائے۔ پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری کے لئے ممکنہ خدشات کو بھی دور کیا جائے گا۔

○ کراچی میں پولیس گاڑیوں اور تھانے پر حملے سے دو اہلکاروں سمیت ۱۶۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ ناصر کالونی کورنگی میں موبائیل پولیس فورس پر اندھا دھند فائرنگ سے پولیس ڈرائیور اور کانسٹیبل جاں بحق ہو گئے۔ ۴۔ افراد زخمی ہوئے۔ مختلف مقامات پر فائرنگ سے دو ملزم بھی ہلاک ہوئے۔ سچل تھانے کی حدود میں ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر پرائیویٹ گارڈ کو قتل کر دیا گیا۔ بفرزون کے علاقے میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ایک بچہ ہلاک ہو گیا۔

○ ملی یکجہتی کونسل کا اجلاس مقامی ہوٹل میں کونسل کے چیئرمین شاہ احمد نورانی کی صدارت میں ہوا جس میں ملک بھر کی ۲۳ سیاسی و مذہبی جماعتوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں منظور کردہ قراردادوں میں کہا گیا کہ دینی مدارس کے خلاف کارروائی برداشت نہیں کریں گے ایٹمی ٹیکنالوجی پر سودے بازی کی گئی تو حکومت کو اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے نیو جرسی' امریکہ میں پرنسٹن یونیورسٹی میں سکالروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ جنوبی ایشیا میں ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ شروع ہو چکی ہے۔ ہم نے ایٹمی ہتھیار بنائے نہ تجربہ کیا۔ مگر بھارت کے جارحانہ رویے سے علاقے کی صورت حال کشیدہ ہو چکی ہے۔ انہوں نے تجویز کیا کہ جنوبی ایشیا کی صورت حال پر امریکہ اپنی سرپرستی میں کثیرالملکی مذاکرات کرائے سلامتی کونسل کے مستقل اراکین کے علاوہ جاپان اور جرمنی جیسی بڑی طاقتوں کو بھی مدعو کیا جائے۔ مسئلہ کشمیر پر خصوصی غور کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے پاس دنیا کی سب سے بڑی فوج ہے اور اس کا بیشتر حصہ پاکستان کی سرحدوں پر تعینات ہے۔

○ کرکٹ کے سابق کپتان اور ممتاز سماجی کارکن عمران خان نے کہا ہے کہ امریکی دورے پر امیدیں لگانے سے بڑی بے غیرتی کیا ہو سکتی ہے۔ ہلیری کلنٹن کی مہمان نوازی جوتے چاٹنے کے مترادف تھی۔ لوگ گھنٹوں ٹریفک میں پھنسے رہے۔

○ جرمنی کے صدر رومن ہرزوگ نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ پاکستان انسانی حقوق کے معاملات درست کرے ورنہ اس کی امداد مشکل ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کے لئے سرگرم پاکستانیوں کو مکمل حمایت کا یقین دلاتا ہوں۔ مذہب کی توہین سے متعلق پاکستان کے قوانین پر تشویش ہے۔ علاقائی بہتری کے لئے پاک بھارت مذاکرات ضروری ہیں۔ انہوں نے جرمن سرمایہ کاروں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کی تلقین کی۔

○ پنجاب اسمبلی کے سابق سیکرٹری حبیب اللہ کیس میں ہائی کورٹ کے پانچ رکنی فل بنچ نے فیصلہ محفوظ کر لیا۔ آخری روز وکیل صفائی نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ نواز شریف نے آئین سے غداری کی عدم اعتماد کا جعلی نوٹس پیش کیا جس کا مقصد عدالت اور عوام کو دھوکا دینا تھا۔ یہ تمام کارروائی نواز شریف کی رہائش گاہ پر انجام پائی۔

○ بے نظیر بھٹو کے خلاف نیویارک میں فرینڈز آف پاکستان نامی تنظیم نے مظاہرہ کیا۔ خواتین کی بڑی تعداد مظاہرے میں شامل ہوئی۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ عزرائیل نے اسلام آباد پر منڈلانا شروع کر دیا ہے۔

معیاری بھی • سائز میں بڑی بھی • اور پھر سستی بھی
اینٹ کی قیمت میں حیرت انگیز کمی کر دی گئی ہے
راجپوت برکس کمپنی
ساہیوال روڈ ربوہ
رابطہ:
چوہدری بشارت احمد دارالیمن وسطی ربوہ
فون : 212153
نصیب انور دارالنصر غربی ربوہ
فون : 211389